خواتین کا مقام

گذشتہ عشرے میں چند ایسے امتیازی اور غیر منصفانہ قوانین نافذ کئے گئے ہیں جن سے پاکستانی خواتین کا قانونی اور معاشرتی مقام گر گیا ہے گذشتہ پانچ سالوں میں ایسے قوانین پر کافی تنقید بھی کی گئی ہے - نہ صرف خواتین کی طرف سے بلکہ مساوات و عدل کے تمام حامیوں کی جانب سے بھی لہذا ہم ممبران و حامیان خواتین محاذ عمل تاکیداً کہتی ہیں کہ سچے مساوات کے بغیر حقیقی ترقی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی ایسی قوم اپنے تمام شہریوں کو بنیادی حقوق دینے کا دعویٰ کر سکتی ہے - ہم بنیادی انسانی حقوق پر پورا یقین رکھتے ہیں - اور مردوں اور عورتوں کے مساوی حقوق پر ایمان رکھتے ہیں -

خواتین سے امتیازی سلوک کرنا حقوق کی یکسانیت اور انسانی عزت نفس کے اصولوں کی خلاف ورزی ہے - ایسا امتیاز ملک کی سیاسی، معاشرتی، معاشی اور ثقافتی زندگی میں خواتین کے مردوں کے دوش بدوش یکساں شرائط پر کام کرنے کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے

ہمارا عقیدہ ہے کہ جنسی امتیاز کسی معاشرہ میں عورتوں کے قانونی اور معاشرتی مقام کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے - لہذا ہم کسی بھی شکل میں عورتوں سے امتیازی سلوک کی مذمت کرتی ہیں - ہم تمام قوموں پر زور دیتی ہیں کہ وہ اپنے قومی آئین میں مساوات کے سلوک کو شامل کریں اور حکومتیں خود بھی خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک نہ روا رکھیں - لہذا ہم مطالبہ کرتی ہیں کہ :

(۱) پاکستانی آئین میں ایسی دفعات کے نفاذ کو موثر بنایا جائے جن میں یہ گارنٹی دی گئی ہے کہ عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا -

(۲) ایسے تمام قوانین کو منسوخ اور کالعدم قرار دیا جائے جو مردوں کے مساوی حقوق کے بنیادی اصول کے خلاف ہوں -

ہم یہ عہد کرتی ہیں کہ پاکستانی خواتین کے قانونی مقام کو بحال کرنے اور معاشرتی مقام کو بلند کرنے کے لئے برابر جدوجہد کرتی رہیں گی -

خواتین کے خلاف تشدد

خواتین کے خلاف تشدد کی نوعیت کتنی سنگین ہو گئی ہے اسکا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہر روز متعدد بھیانک جرائم قومی پریس میں رپورٹ کئے جاتے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ملک میں عورتوں کے خلاف ہونے والے جرائم کا یہ ایک بہت چھوٹا حصہ ہیں کیونکہ صرف چند واقعات ہی منظر عام پر آتے ہیں جبکہ 80 سے 90 فی صد جرائم کا تو کسی کو علم بھی نہیں ہوتا۔ اگر ہم عورتوں کے خلاف جرائم پر نظر ڈالیں تو مندرجہ ذیل واقعات جن پر خواتین محاذ عمل نے شدید احتجاج کیا بہت گھناؤنے نظر آتے ہیں :۔

نواب پور کا سانحہ جہاں لڑکی کے ساتھ تعلقات کے شبہ پر لڑکے کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور اس کے گھر کی عورتوں کو برہنہ کر کے بازاروں میں گھمایا گیا۔ انکے جسم اور ہاتھوں پر ڈنڈے برسائے گئے۔ یونین کونسل کے چیئرمین کے بیٹے اور اسکے ساتھیوں کو جو مجرم قرار دئیے گئے صرف ایک سے تین سال کی سزا سنائی گئی۔

خان پور کا سانحہ جہاں ایک کونسلر مشتاق احمد نے اپنے 25 ساتھیوں کے ہمراہ پرانی عداوت کا بدلہ لینے کیلئے ایک کمسن لڑکی تاج بی بی کو زبردستی دن دہاڑے اغوا کر لیا اسکے کپڑے اتارے اسکے جسم کو اذیت پہنچائی۔ اس پر کئی بار جنسی تشدد کیا اور پھر رسیوں سے باندھا بے ہوش چھوڑ دیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا پر ابھی تک کسی بھی مجرم کو گرفتار نہیں کیا بلکہ لڑکی کے رشتہ داروں کو دھمکیاں دے رہی ہے کہ کونسلروں کے نام نہ لکھوائے جائیں۔

ننکانہ صاحب کا واقعہ جہاں ایک موچی کی بیٹی چھیماں کو علاقے کے ایک امیر زمیندار کے گھر والوں کو لڑکی کو چھڑوانے کا موقع نہیں دیا۔ لڑکی کے ماں باپ کو علاقے سے بے دخل کرنا مقصد تھا اور اسکی ماں پہ وہاں کی خاتون کونسلر ہے اسکو کونسل کی ممبرشپ سے بھی نہیں آئی ہے۔ بیٹھنے رات کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا جبکہ اسکے پانچ ساتھیوں نے بندوقیں دکھا کے لڑکی سے زبردستی ... عمل میں نہیں آئی ہے۔ دوسرا مقصد تھا۔ پولیس نے حدود کے تحت مقدمہ درج کیا ہے۔ کوئی گرفتاری مجرم کھلے بندوں دندناتے پھر رہے ہیں۔

سوڈیوال کوارٹرز (لاہور) کی مسجد میں جو مسلمانوں کے گھر ہندوستان کی ہوئی تھی اور جسے ماموں نے ہوس کا نشانہ بنایا پھر پٹرول چھڑک کے آگ لگا دی اور اس کے لڑکے کے خلاف خودکشی کا مقدمہ درج کرنے کی کوشش کی مقامی پولیس کو کسی طرح نہیں ... کر رہی اور دوسرے علاقے کی پولیس تفتیش کر رہی ہے۔

کورٹ کیپ کی کنیز فاطمہ کا واقعہ جسے کافی جہیز نہ ہونے کی سزا ملی کا تیل چھڑک کر ... مسلسل جو بے رحم ... اور وہ جل کے مر گئی۔ اب اسکا جہیز اور دیگر جہیز کا سامان ... والوں ... رہا ... (...)

کیا کہتے ہیں میاں طفیل بیچ اِس مسئلے کے؟

جماعتِ اسلامی کے رہنما میاں طفیل محمد صاحب نے ہندوستانی رسالہ "السٹریٹڈ ویکلی آف اِنڈیا" کی خاتون صحافی سعدیہ دہلوی کو حال ہی میں جو انٹرویو دیا اور جو آج کل ملک میں زیرِبحث ہے۔ اس کے اقتباسات مندرجہ ذیل ہیں:

س: آپ کی جماعت کو خواتین کی حمایت کس قدر حاصل ہے؟

ج: پاکستان کی خواتین کی اکثریت ہمارے ساتھ ہے۔

س: پھر کیا وجہ ہے کہ جن عورتوں سے میں یہاں ملی ہوں ان کی اکثریت شریعت بل کے خلاف ہے؟

ج: یہ آوارہ لڑکیاں فضول گفتگو کرتی ہیں۔ ان لڑکیوں کے لیے اسلام میں کوئی جگہ نہیں۔ یہ شراب پیتی ہیں۔ زنا کاری کرتی ہیں اور غیرت زنی سرگرمیوں میں حصہ لیتی ہیں۔

س: عورتوں کے کھیلوں میں حصہ لینے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج: عورتیں جو کھیل چاہیں کھیل سکتی ہیں۔ لیکن صرف آپس میں۔

میاں طفیل صاحب کا خیال ہے کہ جو عورتیں دفاتر میں سیکریٹری کے طور پر کام کرتی ہیں وہ محض "مردوں کے ہاتھوں میں کھلونا" ہوتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں —— "مرد انہیں تین چار مہینے استعمال کرتے ہیں اور پھر گندی نالی میں پھینک دیتے ہیں۔ جب عورت جوان ہوتی ہے تو مرد اُس کا پیچھا کرتے ہیں۔ لیکن جب آپ کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہو جائے تو آپ کی جنس کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ کیا بڑھاپے میں کوئی پرسانِ حال ہوتا ہے؟ اگر مرد اور عورت کے آزادانہ ملاپ کی اجازت دے دی جائے تو اخلاق باقی نہیں رہ جاتا۔"

جب میاں طفیل کو کہا گیا کہ آج کی دُنیا میں اگر صرف ایک کمانے والا ہو تو گھر کو چلانا ناممکن ہوتا ہے تو میاں طفیل نے کہا ——

"عورتوں نے خواہ مخواہ اپنی ضروریات بڑھا لی ہیں۔ آپ لوگ اچھے اچھے کپڑے پہننا چاہتی ہیں تاکہ دوسرے مردوں کو خوب صورت نظر آؤ۔ اگر گھر پر رہو تو زائد آمدنی کی کوئی ضرورت نہیں۔ عورتیں اپنے بھائیوں اور باپوں کو رشوت لینے پر مجبور کرتی ہیں۔"

جب میاں طفیل سے پوچھا گیا کہ کیا وہ عورتوں کو تمام برائیوں کی جڑ تصور کرتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا —— "جی ہاں سارا فساد ... آپ ... عورتوں کا ہے۔"

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے میاں طفیل ... کہ انہوں نے کبھی عورت ... کہ خواہ انہیں گالیاں پڑی ہوں، جہیز کی لعنت کا سامنا کرنا پڑتا ہو یا خواہ انہیں سڑکوں پر ننگا ... لیا ہو جیسا کہ ... ہُوا۔ میاں طفیل محمد نے کہا ——

"جب عورتیں غلط رویہ اختیار کرتی ہیں تو انہیں سڑکوں پر گھسیٹنا چاہیئے۔ عورتیں ... کو دعوت دیتی ہیں کہ وہ یہ کچھ کریں۔"

س : کیا آپ کے خیال میں اس طرح کی باتوں سے عورتیں پیچھے نہیں رہ جائیں گی؟

میاں طفیل نے جواب دیا عورتیں کیسے پیچھے رہ سکتی ہیں۔ عورت پر تو دُنیا کی سب اعلیٰ ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ ان بننے کی ذمہ داری۔ عورتیں اس لیے نہیں پیدا کی گئیں کہ وہ فیکٹریوں میں جوتے بنائیں یا سیلز گرل کے طور پر کام کریں۔ ان کا کام تو سائنٹسٹس اور انجینئرز پیدا کرنا ہے۔ ان پر اچھے شہری پیدا کرنے کی ذمہ داری ہے۔

س : کیا ایک مرد کے لیے ضروری نہیں کہ وہ دوسری یا تیسری شادی کرنے سے پیشتر پہلی بیوی سے اجازت لے؟

ج : بیوی اپنے خاوند کی مالک نہیں ہوتی، اس لیے اس سے دوبارہ شادی کرنے کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ اگر ایک آدمی کو عقدِ ثانی کی ضرورت ہو تو اسے اسلام کی طرف سے اجازت ہے۔

س : آپ کی پارٹی کے بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ یہ آدمی کی جسمانی ضرورت ہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھے۔ کیا آپ کو اس سے اتفاق ہے؟

ج : جب عورت حاملہ ہوتی ہے تو آدمی کو مباشرت سے پرہیز کرنا پڑتا ہے۔ یہ کام اس کے لیے دشوار ہو جائے

تو وہ زناکاری کا ارتکاب کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ وہ دوسری شادی کرے۔

س : خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج : خاندانی منصوبہ بندی اسلام کے خلاف ہے۔ اسلام دشمن عناصر نے یہ سکیم اس لیے بنائی ہے تاکہ وہ ہمیں کمزور کر سکیں۔

س : معلوم ہوتا ہے بے نظیر بھٹو کو عوام کی خاصی تائید حاصل ہے۔ آپ کی ان کے بارے میں کیا رائے ہے؟

ج : پاکستان کی کوئی ایکٹریس بھی مجمع اکٹھا کر سکتی ہے۔ بے نظیر کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں ہے۔

س : ذرائع ابلاغ میں ایسے اشارے کئے گئے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ بے نظیر بھٹو اور آپ کی پارٹی میں مفاہمت ہو گئی ہے۔ آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

ج : یہ سب بکواس ہے۔ ہمارا بے نظیر کے ساتھ کسی قسم کا اتحاد نہیں۔

س : قائدِ اعظم محمد علی جناح جمہوریت کے حامی تھے۔ آپ مذہبی ریاست کے مطالبے کا کیا جواز پیش کرتے ہیں؟

ج : ہندوستانی جمہوریت اور ہماری جمہوریت میں فرق ہے کہ جو چیز اسلام میں حرام ہے اسے آپ ہندوستان میں حلال قرار دے سکتے ہیں۔ ہم اس طرح کی جمہوریت کی پاکستان میں اجازت نہیں دے سکتے۔

دنیا میں کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی۔ جب اس قوم کے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی آگے نہ بڑھیں۔

(ارشادِ قائد)